سوال :-

میرے دوست زید کی رائس مل ہے۔ میں نے پچھلے سال 80 لاکھ روپے اسکی مل میں انوسٹ کیے۔ معاہدہ یہ ہوا کہ منافع آدھا مل مالکان کو جائے گا اور آدھا منافع Investors میں انکی Investments کے حساب سے تقسیم ہو جائے گا۔ میں نے یہ رقم اپنے ایک دوست بکر کے دفتر میں زید کے حوالے کی۔ اس سال ستمبر میں مل بند ہوئی۔ زید میرے گھر ایک کاغذ لیکر آیا جس میں حساب لکھا تھا۔ اس کاغذ میں درج تھا کہ 60 لاکھ مل میں لگے اور اسکا منافع 7 لاکھ بنا نیچے ٹوٹل 67 لاکھ لکھا تھا۔ اسکے نیچے درج تھا کہ 20 لاکھ کا منافع 2 لاکھ 33 ہزار بنا۔ سب سے نیچے ٹوٹل رقم لکھی تھی 89,33,000/= روپے یعنی 80 لاکھ انوسٹمنٹ اور 9,33,000/- روپے منافع۔ اُن سے بعد میں پتا چلا کہ جب میں نے بکر کے دفتر میں 80 لاکھ زید کے حوالے کیا، میرے جانے کے بعد بکر نے زید سے کہا کہ تم 20 لاکھ مجھے دے دو، سال بعد مل بند ہونے پر جتنا منافع ہو گا اسی نسبت سے ان 20 لاکھ پر منافع بکر دے دے گا۔ زید نے مجھ سے کہا کہ یہ زید اور بکر کا معاملہ ہے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے یعنی میں پریشان نہ ہوں۔

یہ ساری صورت دیکھ کر میں پریشان ہو گیا۔ مقامی علماء سے رابطہ کیا انھوں نے مشورہ دیا کہ پہلے تو ساری رقم ان سے واپس لو۔ میں نے زید سے کہا کہ میں ان کے ساتھ مزید نہیں چلنا چاہتا میری رقم واپس کر دیں۔ انھوں نے ساری رقم منافع سمیت یعنی 89,33,000/- مجھے واپس کر دی۔ اب سوال یہ ہیں

① 20 لاکھ روپے جو بکر نے 10 ماہ استعمال کیا اس پر وہ سود 2,33,000/- ادا کر رہا ہے۔ بکر کو یہ معلوم ہے کہ مجھے اس سارے معاملے کا نہیں پتا۔ اب تک اس بات کا یقین بھی نہیں ہے کہ آیا بکر نے وہ رقم زید کو واپس کی بھی ہے یا نہیں۔ اب میں وہ رقم 2,33,000/- روپے کسے واپس کروں؟ زید کو، بکر کو، یا بغیر ثواب کی نیت سے صدقہ کروں؟؟؟ یہاں مفتی صاحب فرما رہے ہیں کہ بس وہ رقم زید کو واپس کروں اور اسے بتا دوں کہ یہ میرے لیے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ 20 لاکھ روپے کسی کام میں نہیں لگا۔ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟؟؟

② زید نے 60 لاکھ روپے مل میں لگائے۔ زید کے اور کاروبار کی جو تحقیق کی اس میں پتہ چلا کہ وہ حلال حرام کا خیال نہیں رکھ رہا مثلاً لوگوں سے چینی کی بوریوں کی مد میں رقم لیتا ہے چینی کہیں موجود نہیں ہوتی وہ رقم دوسرے کاروبار میں استعمال کرتا ہے جب وہ مطالبہ کرتے ہیں تو انھیں اس دن کے چینی

کے ریٹ کے حساب سے منافع دیتا ہے۔ رائس مل موجود ہے اسمیں سارا اصل کام بھی ہوا ہے۔
اب مجھے ان 60 لاکھ پر بھی تشکیک ہے کہ آیا یہ بھی رائس مل میں Invest ہوئے کہ نہیں؟؟
یا صرف کاغذی کاروائی ہوئی ہے۔ اس صورت میں میرے لیے ان 60 لاکھ روپے پر ملنے والے
منافع 7 لاکھ کا کیا حکم ہے؟؟ وہ 7 لاکھ میرے لیے جائز ہے یا نہیں؟؟
اگر جائز نہیں تو ان 7 لاکھ کو زید کو واپس کروں؟ یا انہیں بغیر ثواب کی نیت سے صدقہ کروں؟؟

③ میری زکوٰۃ کی تاریخ 7، رجب ہے۔ میں نے اس تاریخ کو اصل Investment
یعنی 80 لاکھ کی زکوٰۃ ادا کردی تھی اور سوچا تھا جو منافع ہوگا اسکی زکوٰۃ حساب آنے کے بعد
ادا کردوں گا۔ اب میں 9,33,000/= کی زکوٰۃ دوں؟
یا 2,33,000/= سود والا واپس کرنا ہے اسلیے صرف
7 لاکھ کی زکوٰۃ دوں؟؟؟
یہ بات ذہن میں رہے کہ اسوقت ساری رقم میرے قبضے میں ہے۔
جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

وضاحت: رائس مل زید کی تھی، لیکن زید کے
پاس مل چلانے کیلئے سرمایہ نہیں تھا۔
یعنی رقوم لیتے وقت کاروبار چل نہیں
رہا تھا، رقوم لے کر کاروبار شروع کیا ہے۔

محمد کاشف
نایاب لیبارٹری صادق آباد
0301 — 8673636

دار الافتاء

(جواب منسلک ہے)

الجواب حامداً ومصلیاً

﴿۱﴾۔۔۔سوال میں ذکر دہ معاملہ کی شرعی حیثیت مضاربتِ مشترکہ یعنی مشارکہ کی ہے، جس میں چند لوگ سمیت مضارب بھی کاروبار میں سرمایہ کاری کرتا ہے، اور پھر مجموعی نفع تمام اربابِ اموال اور مضارب کے درمیان طے شدہ فیصد کے اعتبار سے تقسیم کردیا جاتا ہے۔

مذکورہ صورت میں چونکہ زید نے آپکی رقم کاروبار میں لگانے سے پہلے ہی بعینہ اس میں سے ۲۰ لاکھ بطورِ سودی قرضہ دے دیے تھے، لہذا شرعی لحاظ سے آپکے یہ ۲۰ لاکھ کاروبار میں لگے ہی نہیں تھے بلکہ بکر کے پاس بطورِ سودی قرضہ تھے، اس لئے ان ۲۰ لاکھ پر حاصل ہونے والا نفع یعنی ۲،۳۳،۰۰۰ قرض پر مشروط نفع ہونے کی وجہ سے سود ہے، جو کہ ناجائز ہے، لہذا آپ پر لازم ہے کہ یہ سود کی رقم براہ راست خود بکر کو واپس کردیں، یا زید کو دے دیں اور اس سے کہہ دیں کہ یہ سود کی رقم بکر کو واپس کردو۔

تاہم آپ کیلئے باقی ۶۰ لاکھ پر حاصل ہونے والا نفع (۷ لاکھ) لینا جائز ہے۔

لما في بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب المضاربة، فصل في بيان ما يبطل به عقد المضاربة ص (۶/ ۱۱۳) ط دار الكتب العلمية

وتبطل بهلاك مال المضاربة في يد المضارب قبل أن يشتري به شيئا في قول أصحابنا؛ لأنه تعين لعقد المضاربة بالقبض فيبطل العقد بهلاكه كالوديعة، وكذلك لو استهلكه المضارب أو أنفقه أو دفعه إلى غيره، فاستهلكه لما قلنا حتى لا يملك أن يشتري به شيئا للمضاربة به، فإن أخذ مثله من الذي استهلكه، كان له أن يشتري به على المضاربة، كذا روى الحسن عن أبي حنيفة؛ لأنه أخذ عوض رأس المال، فكان أخذ عوضه بمنزلة أخذ ثمنه، فيكون على المضاربة.

وروى ابن رستم عن محمد أنه لو أقرضها المضارب رجلا، فإن رجع إليه الدراهم بعينها، رجعت على المضاربة؛ لأنه وإن تعدى يضمن لكن زال التعدي فيزول الضمان المتعلق به، وإن أخذ مثلها لم يرجع في المضاربة؛ لأن الضمان قد استقر بهلاك العين، وحكم المضاربة مع الضمان لا يجتمعان.

ولهذا يخالف ما رواه الحسن بن زياد عن أبي حنيفة في الاستهلاك، هذا إذا هلك مال المضاربة قبل أن يشتري المضارب شيئا۔

وفي حاشية الشلبي تحت تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، كتاب المضاربة ص (۵/ ۵۸) ط المطبعة الكبرى الأميرية

دار الافتاء

﴿جاری ہے۔۔۔﴾

وقد قالوا ليس للمضارب أن يأخذ سفتجة؛ لأن ذلك استدانة وهو لا يملك الاستدانة وكذلك أيضا لا يعطي سفتجة؛ لأن ذلك قرض وهو لا يملك القرض وكذلك لو قال اعمل برأيك لم يكن له شيء من ذلك؛ لأنه ينصرف إلى ما يعود إلى التجارة ولا يتناول التبرع والاستدانة اهـ قوله والحاصل إلخ سيأتي في كلام الشارح في الفصل الآتي بأتم من هذا. اهـ.

وفی الهداية في شرح بداية المبتدي ،كتاب المضاربة ص (٣/ ٢٠٢) ط دار احياء التراث العربي

وبخلاف الإقراض حيث لا يملكه. وإن قيل له اعمل برأيك لأن المراد منه التعميم فيما هو من صنيع التجار وليس الإقرار منه وهو تبرع كالهبة والصدقة فلا يحصل به الغرض وهو الربح لأنه لا تجوز الزيادة عليه، أما الدفع مضاربة فمن صنيعهم، وكذا الشركة والخلط بمال نفسه فيدخل تحت هذا القول.

﴿۲﴾۔۔۔اگر آپ کو ظن غالب ہے کہ زید نے آپکی رقم حرام کاروبار میں لگائی ہے تو آپ کیلئے منافع لینا جائز نہیں ہے، تاہم اگر آپ کو کسی طرح یقین ہو جائے کہ زید نے آپکی رقم واقعۃً کسی حرام کاروبار میں نہیں لگائی، بلکہ جائز نفع کمایا ہے تو وہ نفع آپ وصول کر سکتے ہیں۔

﴿۳﴾۔۔۔مسئولہ صورت میں آپ کو حلال باقی ماندہ رقم یعنی صرف ۷ لاکھ کی زکوٰۃ دینی ہوگی، نیز یہ بھی واضح رہے کہ آپ پر ۷ لاکھ کی زکوٰۃ کی ادائیگی فی الحال واجب نہیں بلکہ زکوٰۃ کا سال پورا ہونے پر اسلامی مہینے رجب میں لازم ہوگی بشرطیکہ یہ رقم اسوقت تک آپکے پاس موجود ہو، البتہ اگر آپ ابھی ادا کرنا چاہیں تو ابھی بھی ادا کر سکتے ہیں۔

لما فی الدرالمختار، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم ص (٢ / ٢٩٣) ط دار الفكر بيروت

(ولو عجل ذو نصاب) زكاته (لسنين أو لنصب صح) لوجود السبب.

وفی الفتاوى الهندية ،كتاب الزكاة، الباب الثاني فی صدقة السوائم ص (١ / ١٧٦) ط دار الفكر

ويجوز تعجيل الزكاة بعد ملك النصاب، ولا يجوز قبله كذا في الخلاصة.

والله تعالى أعلم

بندہ طارق
محمد طارق بلوانی غفرلہ
متخصص فی الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۵ / ربیع الاول / ۱۴۳۸ھ
۲۵ / دسمبر / ۲۰۱۶ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ
مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۲۶ / ربیع الاول / ۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح
بندہ ابراہیم عیسٰی
۲۶-۳-۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

دار الافتاء
مفتی